

# اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی خدو خال

مولانا سید عزیز الرحمن (نائب مدیر ششماہی "السیرہ" عالمی)

اسلامی نظام تعلیم ایک ہمہ جہت تعمیری و انقلابی تعلیم کا خواہاں ہے، ایسی انقلابی تعلیم کا جس کے جلو میں سیاسی ہنگامہ خیزی اور فکری آزاد روی پروان چڑھتی ہے، بلکہ ہمہ نوع و ہمہ جہت مثبت و خمیری تبدیلیوں کا سبب و ذریعہ بنتی ہے، اس کے بنیادی خدو خال پیش کرنا خود ایک طویل مقالے کا موضوع ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے چند اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

## تعلیم

لفظ تعلیم مادہ علم سے باب تفعیل سے ہے، اس کے معنی ہیں علم دینا، اور دوسروں کو سکھانا، اس کے معنوی مفہوم میں بار بار اور کثرت سے خبر دینا شامل ہے، جس سے اس کا مفہوم معلم کے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔ (۱) پروفیسر سید محمد سلیم فرماتے ہیں، تعلیم لکھنے اور پڑھنے کا نام نہیں، اس کو تو خواندگی (Literacy) کہتے ہیں، یہ تو ایک قسم کی ہنرمندی اور کاریگری ہے، یہ تو دنیا کی تمام قوموں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، تعلیم صنعت و حرفت کا نام بھی نہیں ہے، اس کو کاردانی اور کار آموزی (Instruction) کہتے ہیں۔..... تعلیم محض سائنس اور آرٹس کی معلومات حاصل کرنے کا بھی نام نہیں ہے، یہ معلومات کی خیرہ اندوزی ہے..... تعلیم خواندگی، ہنرمندی معلومات اندوزی سے بہت ارفع اور اعلیٰ شئی ہے، تعلیم ایک خاص نظریہ حیات کو فروغ دینے کا نام ہے، مخصوص انداز فکر و نظر اختیار کر لینے کا نام ہے، انسانی زندگی کے مختلف مظاہرات کو ایک خاص انداز سے برتنے کا نام ہے، مظاہر کائنات کو ایک خاص رخ سے دیکھنے کا نام ہے، تعلیم قومی نظریہ حیات سے طالب علموں کے ذہنوں کو مزین کر دینے کا نام ہے۔ (۲)

تعلیم کے لیے انگریزی میں لفظ ایجوکیشن (Education) استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ہیں تعلیم و تربیت اور تہذیب شامل ہیں۔ (۳) اور اس کا مصدر ایجوکیٹ (Educate) ہے۔ جس کے معنی ہیں تربیت دینا (۴) یہ اصل میں لاطینی زبان کے لفظ (Edex) بمعنی نکالنا اور (Duler- Dul) بمعنی راہنمائی سے ماخوذ ہے (۵) اور اس کے معنی معلومات جمع کرنے اور مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے بنتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف ڈیکشنریز کے بقول تعلیم انسانی ذہن اور مختلف اعضا کو مہذب و تربیت یافتہ بنانے کا نام ہے۔ (۶) اس تشریح کی روشنی میں جان ملٹن کی تعریف ملاحظہ کیجیے وہ کہتا ہے۔ ”میرے نزدیک مکمل اور شریفانہ تعلیم وہ ہے، جو انسان کو بحالت جنگ و امن اپنی اجتماعی و نجی زندگی کے فرائض دیانت و مہارت اور عظمت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ (۷)

## تعلیم کی اہمیت اسلام کی نظر میں

اسلام تعلیم کو جو اہمیت دیتا ہے، وہ کسی اور چیز کو نہیں دیتا، تعلیم بنیادی انسانی ضروریات میں سے ہے، اور اس کی کثیر الجہت اہمیت خود اس امر کی متقاضی ہے کہ اسے بھرپور توجہ کا مستحق قرار دیا جائے، ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہونے کے ناطے بھی ہمارے لیے یہ لازم ہے کہ تعلیم کو بھرپور اہمیت دیں، کیونکہ ایک نظریاتی ریاست کو بیک وقت دو محاذوں پر نبرد آزما ہونا پڑتا ہے، ایک تو فوجی دفاع کا محاذ دوسرا نظریاتی سرحدوں کا محاذ، دوسرے محاذ میں اس ریاست کے نظریات کے تناظر میں تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی، مذہبی و دینی روایات، افکار و اقدار اور

اعتقادات کا تحفظ شامل ہے، یہ محاذ اس لیے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر حملہ خواہ باہر سے ہو یا اندر سے، اس کا مقابلہ جدید عصری شعور سے بہرہ ور اور اپنی دینی و مذہبی و ثقافتی تعلیمات و روایات سے مکمل طور پر بہرہ مند افراد ہی کر سکتے ہیں، جس کے لیے تعلیم از بس ضروری ہے، اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ ہمیں نظام تعلیم کس نوع کا درکار ہے؟

علم کا حصول تخلیق انسانی کا ایک اہم جز ہے، یہی وہ جوہر ہے جس کی بنا پر انسان کو نوری مخلوق فرشتوں پر بھی فضیلت عطا ہوئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذ قال ربك للملكة اني جاعل في الارض خليفة، قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك، قال اني اعلم ما لا تعلمون O وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملكة، فقال ابونى باسماء هولاء ان كنتم صدقين O (۸)

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت یاد کیجیے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، انھوں نے (فرشتوں نے) کہا کہ کیا اس (زمین) میں ایسے شخص کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد اور خوریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں، اور اس پر تیری حمد بھی کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں اپنی تسبیح کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بیشک (ان اسرار کو) میں جانتا ہوں، جن کو تم نہیں جانتے، اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آدم کو تمام کام سکھادیے، پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے کر کے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ۔

ان آیات سے یہ بھی واضح ہوا کہ علم انسان کے خمیر ہی میں ڈال دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے اسے وہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں، جن کے بل پر اس کو دائمی فضیلت اور دوسری تمام مخلوقات پر اس کی حاکمیت قائم ہو سکتی ہے۔ (۹)

اسلام نے علم کو بہت بلند درجہ عطا کیا ہے، قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر فرمایا:

شهد الله انه لا اله الا هو والملكه واولوا العلم قائما بالقسط (۱۰)

اللہ تعالیٰ نے اس کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں نے بھی، اور اہل علم نے بھی، اور اللہ تعالیٰ معبود بھی اس شان کا ہے کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والا ہے۔

امام غزالیؒ یہاں اہل علم کو فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ لانے کی حکمت بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں: فانظر كيف بداء سبحانه وتعالى: بنفسه وثني بالملكه وثالث باهل العلم وناهيك بهذا شرفا وفضلا وجلاء ونبلا (۱۱)۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ نے کیسے اپنی ذات سے کلام کا آغاز فرمایا، پھر فرشتوں کا ذکر کیا، اور تیسرے مرتبے میں اہل علم کا ذکر کیا، اور شرف و فضل اور بزرگی و اصالت کے لیے اتنا کافی ہے۔

ذیل میں چند عنوانات کے تحت اسلام کی نظر میں تعلیم کی اہمیت و مقام کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

### تعلیم خود مقصود ہے

اسلام کی نظر میں تعلیم خود مقصود ہے، اسلام وہ واحد مذہب ہے، جو تعلیم کو وسیلہ اور سبب نہیں خود مقصد و مقصود قرار دیتا ہے، اور اس کے حصول کو ایک دینی فرض کے طور پر مسلمانوں پر لازم کرتا ہے، مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں۔ (۱۲)

”دنیا نے علم کو ہمیشہ وسیلہ سمجھا، مگر مسلمانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے علم کو کبھی وسیلہ نہیں سمجھا، بلکہ مقصد سمجھا، علم دین وسیلہ نہیں بلکہ مقصد ہے، اس کو کسی وسیلے کے لیے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس لیے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کا حصول فرض ہے،

مسلمانوں نے کبھی بھی علم کو اس لیے حاصل نہیں کیا کہ اس کے ذریعے سے معیشت حاصل کریں گے، یا کسی سرکاری منصب پر فائز ہوں گے، مسلمانوں نے ذریعہ معیشت کسی اور چیز کو بنایا اور علم کو صرف علم کے لیے سیکھا، اور اسی کو اپنا مقصد بنایا۔ (۱۳)

### تعلیم، بنیادی ضرورت

اسلام پہلا مذہب اور تمدن (Culture) ہے، جس نے تعلیم کو ہر انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا ہے، جبکہ اس سے قبل یہ تصور موجود نہ تھا، بلکہ ہر معاشرہ اور قبیلہ صرف اپنے اعلیٰ طبقے کی تعلیم پر قانع تھا، اور وہ قبیلے کے سردار اور امراء وغیرہ (Upper Class) اور مذہبی پیشواؤں (Priestly Class) کی تعلیم و تربیت کو ضروری قرار دیتا اور اس کا اہتمام کرتا تھا، عام افراد اس تعلیمی نظام سے خارج سمجھے جاتے تھے، انہیں طبقہ اشرافیہ کی طرح تعلیم حاصل کرنے کا حق نہ تھا۔ (۱۴) یہاں تک کہ یونان اور چین کے ہاں بھی، جنہوں نے علم و تمدن کے میدان میں نمایاں بلکہ غیر معمولی ترقی کی، تمام انسانوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہ تھا، بلکہ وہ اہل علم کے ایک خاص طبقے کی تعلیم کے محرک اور داعی تھے، افلاطون بھی فلاسفہ اور اہل نظر کے ایک مخصوص طبقے ہی کو اس امتیاز سے نوازتا ہے۔ (۱۵) اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے، جس نے سب سے پہلے بلا تفریق طبقات و قبائل و بلا تخصیص مرد و زن سب کے لیے بلا امتیاز عام تعلیم کا آواز بلند کیا اور نبی امی ﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فريضة على كل مسلم۔ (۱۶) علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔

یعنی تعلیم ہر چھوٹے بڑے، امیر غریب، مرد و عورت اور کالے گورے ہر ایک پر فرض ہے، اس باب میں کسی طبقہ فکر کی نہ تو تخصیص ہے نہ امتیاز ہے۔

### تعلیم فرض ہے

جیسا کہ تحریر ہوا، تعلیم چونکہ ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لیے ہر ایک پر اس کا حصول فرض ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

واذا اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتب لتبينه للناس ولا تكتُمونه۔ (۱۷)

اور وہ وقت یاد کرو، جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ اس (کتاب) کا مطلب لوگوں سے ضرور بیان کرنا اور چھپانا مت۔

ان آیات میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے اہل کتاب کے علماء سے یہ عہد لیا تھا کہ جو احکام اور شہادتیں کتاب اللہ میں ہیں، ان کو صاف صاف، کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر لوگوں تک پہنچائیں گے، اور ان کی اشاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے، یہاں مسلمان اہل علم کو بھی تنبیہ ہے کہ علوم دینی کے فروغ میں (جو ان پر فرض ہے) کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں، نہ انھیں چھپائیں۔ (۱۸) اسی طرح حدیث میں علم کے حصول کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ (۱۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو اچھا ادب (سکھانے) سے بہتر عطیہ (تحفہ) نہیں دے سکتا۔ (۲۰) یہ اس لیے ہے کہ تعلیم اسلام کی نظر میں فرض ہے، اور اس فرض کی ادائیگی کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا جائے گا، اور اس کا پہلا قدم گھر سے والدین کی نگرانی میں بچپن ہی میں اٹھایا جائے گا، امام قرطبی فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان مرد و عورت، آزاد ہو یا غلام، اس بر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ قرآن جانے اور دینی مسائل سمجھے۔ (۲۱) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم سیکھو اور اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔ (۲۲)

### تعلیم انسانی ترقی کا ذریعہ

قرآن کے بقول تعلیم انسانی ترقی کا ذریعہ ہے، قرآن حکیم میں فرمایا گیا: انما يخشى الله من عباده العلماء۔ (۲۳) عظمت و

جلال ربانی سے متاثر ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکنا ایمان کی قوت کا اعلیٰ ثمرہ ہے، قرآن مجید کی مختلف آیات میں کہیں مغفرت اور اجر کریم کا، کہیں ہدایت پانے اور ہدایت قبول کرنے کا، اور کہیں رضائے الہی کے حاصل ہونے کا ذریعہ اس خشیت الہی کو قرار دیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہی بلند مراتب میں انسان کی بہبودی اور سعادت ابدی منحصر ہے، ان سعادتوں کے مظہر ”خشیت الہی“ کو جب علم والوں کے ساتھ مخصوص فرما دیا گیا تو منطقی طور پر ساری انسانی سعادتیں علم کے دامن سے وابستہ ہو گئیں۔ (۲۳) قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

وما یستوی الاعمی والبصیر O ولا الظلمات ولا النور O ولا الظل ولا الحرور O وما یستوی الاحیاء ولا الاموات۔ (۲۵)

اور برابر نہیں اندھا دینا، اور نہ ظلمتیں اور نور، اور نہ سایہ اور لو، اور برابر نہیں زندہ اور مردہ۔

معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں علم بینائی ہے، روشنی ہے، سایہ اور حیات ہے، جبکہ اس کے مقابل جہالت، اندھا پن ہے، تاریکی ہے، تپش ہے اور موت ہے۔ غالباً اس سے زیادہ مؤثر پیرائے، بیان علم و جہل کے تقابل کا ہو ہی نہیں سکتا۔ (۲۶)

### تعلیم، رفع درجات کا سبب

تعلیم رفع درجات کا سبب ہے، انسان کا جب اہل علم میں شمار ہوتا ہے، وہ علم سے بہرور ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے (اپنے ظرف اور اس کی توفیق کے بقدر) متصف ہوتا ہے۔ تو اس کے درجات بڑھادیے جاتے ہیں، اس کا مرتبہ بلند کر دیا جاتا ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات، واللہ بما تعملون خبیر O (۲۷)

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور جن کو علم دیا گیا ان کے درجات بلند کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے جو تم کرتے

ہو۔

اس آیت میں انسان کی ترقی مدارج کے دو ذریعے بیان فرمائے ہیں۔ ① ایمان اور ② علم، معلوم ہوا کہ ایمان اور علم دونوں دوش بہ دوش مل کر انسان کو ترقی کی منازل طے کراتے ہیں۔ (۲۸)

### تعلیم کی اہمیت، احادیث کی روشنی میں

تعلیم کی اہمیت کو احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک جہان معنی اور ایک گنجینہ علم و حکمت سے انسان آشنا ہوتا ہے، احادیث میں تعلیم کو انسان کی اولین ضرورت اور اس کا حصول بڑی فضیلت کا باعث قرار دیا گیا ہے، چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ تعلیم دینے والے یعنی معلم اور استاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ، فرشتے، اہل آسمان، اہل زمین، حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں، دعائے خیر کرتی ہیں۔“ (۲۰)

۲۔ طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ ”فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“ (۳۰)

۳۔ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کو چاند سے تشبیہ دی، فرمایا: ”عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت، علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔“ (۳۱)

۴۔ آپ ﷺ نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ”جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔“ (۳۲)

۵۔ اور طالب علم کو ایک یہ بشارت سنائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جب تک لوٹ نہ آئے۔“ (۳۳)

۶۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر فرمایا، فرمایا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا طالب علم ہے، اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہ ہو۔“ (۳۴) (یعنی اصل بھوک علم کی بھوک ہے)۔  
۷۔ ہر طرح کا حامل یا عالم یا طلب علم، ابن مسعودؓ سے منقول ہے، فرمایا ”یا تو عالم بن یا طالب علم، اس کے علاوہ بھلائی کی کوئی صورت نہیں۔“ (۳۵)

۸۔ ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا: ”دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔“ (۳۶)

۹۔ اور ایک مقام پر فرمایا کہ ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کمتر شخص پر۔“ (۳۷)  
۱۰۔ طالب علم کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص علم طلب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔“ (۳۸)

۱۱۔ حصول علم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ گناہ قرار دیا، فرمایا ”جو شخص علم حاصل کرتا ہے، اس کا یہ عمل اس کے (عمل) ماضی کا کفارہ بن جاتا ہے۔“ (۳۹)

۱۲۔ عالم کی موت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا، فرمایا: ”عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جس کو بند نہیں کیا جاسکتا، خواہ لیل و نہار کتنے ہی بدل جائیں۔“ (۴۰)

۱۳۔ راہ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے، مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو حصے ثواب لکھے گا، اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک حصہ ثواب ہوگا۔“ (۴۱) یہ چند احادیث کا انتخاب پیش کیا گیا، ورنہ تو صرف اسی موضوع پر احادیث کی بڑی بڑی کتب موجود ہیں۔ جن سے اسلام میں علم و تحصیل علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے (۴۲) اس عنوان پر گفتگو کا اختتام ابن شہاب زہریؒ کے اس قول پر کرتے ہیں، ”امام مالک ان سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر کوئی شخص دینی معاملے میں مجھ سے مشورہ کرے، اور میں غور و فکر کے بعد اسے راہ حق بتا دوں تاکہ اس کے دین کی اصلاح ہو جائے، تو میرے نزدیک یہ ایک سو غزوات میں شرکت سے بہتر ہے۔“ (۴۳)

### لازمی اور جبری تعلیم

اسلام میں تعلیم لازمی ہے، تعلیم کی ہمہ جہت اہمیت کے پیش نظر اختیاری تعلیم کا اسلام کے ہاں کوئی تصور نہیں، تعلیم ہر ایک کے لیے ہے اور لازمی ہے، خواندگی ایسی چیز نہیں ہے جسے عوام کی مرضی پر چھوڑا جاسکے، کیونکہ ناخواندہ افراد تو علم رکھتے ہی نہیں، ان سے یہ توقع کیے کی جاسکتی ہے کہ وہ سب علم کی اہمیت کا ادراک رکھتے ہوں گے، یہ فریضہ تو حکومت کا ہے کہ وہ ان کے سامنے تعلیم کی اہمیت اجاگر کرے اور انہیں حصول علم پر آمادہ کرے، خصوصاً کسی اسلامی معاشرے میں ناخواندہ افراد قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ (۴۴) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”علم کا حصول ہر ایک پر فرض ہے۔“ (۴۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہر نو مسلم پر مختلف علوم کا جاننا ضروری تھا، جس کے لیے مختلف افراد اور تعلیمی ادارے سرگرم تھے (۴۶) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر خانہ بدوش بدوؤں

کے لیے قرآن مجید کی جبری تعلیم کا نظام قائم کیا تھا، اور اس کے لیے گشتی ٹیمیں مقرر کی تھیں۔ (۴۷) نیز ایسے گشتی تعلیمی دستے مقرر تھے جو لوگوں کی تعلیمی صلاحیت کا جائزہ لیتے تھے اور ضرورت کے مطابق ایسے افراد کو اساتذہ کے سپرد کرتے تھے۔ (۴۸)

### مفت تعلیم

اسلام مفت تعلیم کا قائل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تعلیم مفت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان عالم پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے۔ (۴۹) اس لیے کتمانِ علم پر شدید وعید بیان فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس سے علم کے متعلق کوئی سوال ہو اور اس نے اسے چھپایا تو اللہ تعالیٰ سے روز قیامت آگ کی لگام پہنائے گا۔ (۵۰) بعد کے دور میں بھی تعلیم مفت رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف مکاتب قائم کیے، جن کے معلمین کی تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں، اس دور میں سرکاری انتظام میں قرآن کریم کے علاوہ احادیث، سیرت و غزوات، فقہ، ادب عربی، علم الانساب اور کتابت وغیرہ کی تعلیم مفت ہوتی تھی اور قرآن کریم کی تعلیم پانے والے طلباء کے لیے وظائف کا بھی انتظام تھا۔ (۵۱) حکومتی اہتمام کے علاوہ نجی طور پر اساتذہ بھی تنخواہ لینے سے گریز کرتے تھے اور عام طور پر معاوضے قبول نہیں کرتے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یزید بن ابی مالک اور حارث بن ابی محمد اشعری کو گشتی معلم مقرر کر کے ان کی تنخواہ مقرر کر دی، یزید نے تنخواہ قبول کر لی، حارث نے نہ لی، حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ یزید نے جو کچھ کیا اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ حارثؒ جیسے افراد کثرت سے پیدا کرے۔ (۵۲)

### بچوں کی تعلیم

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، ان کی تعلیم کا انتظام کرنا درحقیقت خود اپنے مستقبل کو سنوارنا ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے، ”تم علم حاصل کرو، اگر تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو تو کل دوسرے لوگوں میں (علم کی وجہ سے) تم بزرگ بن جاؤ گے۔“ (۵۳) اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی بڑی تلقین فرمائی ہے، نیز بچپن میں حافظہ قوی ہوتا ہے، اسی لیے حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے ”بچپن میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے نقش بر آب۔“ (۵۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تعلیم کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا، کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔ (۵۵) اور فرمایا آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (۵۶)

### معذوروں کی تعلیم

اسلام کی نظر میں کسی قسم کی کمی یا کمزوری اس کے فرائض کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی، ہاں کسی پر بھی اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، تعلیم کے معاملے میں بھی اسلام کا یہ اختصاص و امتیاز ہے کہ اس نے جسمانی کمزوریوں کو حسن عمل و جہد مسلسل کی دولت سے چھپا دیا اور معذوروں سے وہ کارہائے نمایاں لیے کہ صحت مند افراد اور شک کراٹھے، اس کی سب سے اہم مثال حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی ہے، جنھیں یہ فخر و شرف حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ جیسی اسلامی ریاست کے لیے اپنا قائم مقام مقرر کیا، اور انھیں یہ شرف دس بار حاصل ہوا۔ (۵۷) جبکہ دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو یہ اعزاز نہ مل سکا، ایک نابینا صحابیؓ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا فریضہ، تعلیم و تربیت میں اعلیٰ مدارج طے کیے بغیر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ اسلام میں معذوروں کی قدروں و منزلت کا یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہر دور میں اور ہر فن



میں بڑے بڑے جلیل القدر علما نبینا وغیرہ گزرے ہیں۔ (۵۸) آج بھی معذوروں اور کئی وجہ سے عام جسمانی صلاحیتوں کا شکار یا محروم افراد کی تعلیم کا خاص اہتمام ناگزیر ہے۔

### خواتین کی تعلیم

خواتین کے لیے ایسا انتظام ہے کہ جس کے تحت وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تعلیم خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی، بہ سہولت حاصل کر سکیں، اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور خواتین کی تعلیم کا سلسلہ خالص اسلامی ماحول میں اسلامی تعلیمات کی ادنیٰ مخالفت اور ان سے معمولی روگردانی کے بغیر بھی جاری رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد کے پیش نظر خواتین کی تعلیم کے لیے علیحدہ دن اور علیحدہ مقام متعین فرمادیا تھا۔ (۵۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس سلسلے کو مزید وسعت ہوئی اور خواتین کے باقاعدہ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ (۶۰) ان کے دور میں خواتین کی بھی جبری تعلیم رائج ہو گئی تھی۔ (۶۱)

آج بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، مختلف حلقوں کی جانب سے ہمارے ہاں خواتین کی علیحدہ یونیورسٹی کا مسئلہ اٹھارتا ہے، یہ مطالبہ اپنی جگہ درست ہونے کے باوجود بھی نامکمل ہے، اس مطالبے کا اصل جواز اسلام میں مخلوط تعلیم کی ممانعت ہے، یہ امر اس کا متقاضی ہے کہ صرف جامعات کی سطح پر نہیں بلکہ پرائمری کے بعد ہر درجہ اور مرحلے میں طلباء کے ادارے الگ اور طالبات کے ادارے الگ ہونے چاہئیں، جن میں صرف طلباء و طالبات ہی الگ الگ نہ ہوں، اساتذہ بھی علی الترتیب مرد اور خواتین ہوں، اور یہ مطالبہ کوئی نئی چیز نہیں، پاکستان کے پہلے وزیراعظم شہید لیاقت علی خاں نے ایک موقع پر اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا ”ان واپسی باتوں کو مسلمان سننا بھی گوارا نہیں کرتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم ہو، آج تک مشترکہ تعلیم کا کوئی ایسا فائدہ کسی نے بیان نہیں کیا ہے، جو دلنشین ہو..... ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو مخلوط تعلیم کے مؤید ہوں مگر مسلمانوں کی ساری قوم اس کے خلاف ہے۔“ (۶۲)

### تعلیم بالغاں

تعلیم بالغاں کی اہمیت مسلم ہے، بڑی عمر کے بہت سے افراد محض اس سبب سے حصول علم سے رہ جاتے ہیں کہ بچپن میں کسی مجبوری، عدم توجہی یا عدم وسائل کے سبب وہ تعلیم حاصل نہ کر سکے، اسلام تعلیم کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں ایسے صحابہؓ بڑی تعداد میں نظر آتے ہیں جنہوں نے نہ صرف بڑی عمر میں تحصیل علم کیا بلکہ مرتبہ کمال کو پہنچے، یہ سلسلہ بعد کے زمانے میں بھی جاری رہا، بلکہ قرآن کریم کو بڑی عمر میں حفظ کرنے کا سلسلہ تو آج بھی جاری ہے، اور یہ قرآن کریم کی برکت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، ”تم لوگ سردار بنائے جانے سے قبل علم حاصل کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے تو بڑی عمر میں علم حاصل کیا ہے۔ (۶۳) اس لیے ہمارے ہاں بھی تعلیم بالغاں کے حلقے قائم ہونے چاہئیں، جہاں بڑی عمر کے ناخواندہ افراد دینی معلومات اور دنیاوی ضروریات کا علم اپنی ضرورت کے مطابق بہ سہولت حاصل کر سکیں۔

### غیر مسلموں کی تعلیم

ایک اسلامی ریاست میں اسلامی نظام تعلیم کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو یہ اندیشہ لاحق نہ ہو سکتا ہے کہ اس کی تعلیمی ضروریات کا کون کفیل ہوگا؟ لیکن یہ اندیشہ بے جا ہے۔ ایک تعلیمی نظام کیا اسلامی ریاست کے تو تمام امور ہی اسلامی نظام کے تحت چلتے ہیں، مگر خود یہ نظام تمام غیر مسلموں کو ان کے مذہبی و تعلیمی معاملات میں مکمل آزادی دیتا ہے، اور اس کی ضمانت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے

معاهدے بیثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو دی ہے (۶۴) اس لیے اسلامی نظام میں ان کے حقوق اور تعلیمی ضرورتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

### تخصصات

عام تعلیم اعلیٰ تعلیم اور خاص موضوعات پر تخصصات (Specialization) کی اہمیت بھی مسلم ہے۔ خود قرآن کریم نے اس کی اہمیت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مثلاً فرمایا، فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین۔ (۶۵) سو کیوں نہ نکلیں ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں، اس آیت میں متخصصین فی الفقہ کی اہمیت بیان ہوئی ہے اور ایک مقام پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کے لیے متخصصین کی تیاری کی تاکید ہے، فرمایا: ولکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر۔ (۶۶) تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے۔

اور عہد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مختلف مضامین میں تخصص و امتیاز حاصل کر لیا تھا، جن میں سے بعض خوش نصیب ایسے تھے جنہیں اس اختصاص کی سند خود زبان نبوت ﷺ سے ملی، مثال کے طور پر حضرت ابی بن کعبؓ کو قرأت و تجوید میں اختصاص حاصل تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ (۶۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قضا میں امتیاز حاصل تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ اور سب سے بڑے قاری ابیؓ ہیں۔ (۶۸) اسی طرح علوم قرآنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امتیاز کے حامل تھے، عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ میں سب سے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے۔ (۶۹) اور علم تفسیر فقہ میں ابن مسعودؓ کو شہرت ملی، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر انہیں سند عطا کی کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔ (۷۰) علم الفرائض میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے، آپ ﷺ کا قول مبارک ہے کہ ”میری امت میں علم فرائض سب سے زیادہ زید بن ثابت جانتا ہے۔ (۷۱) اور حلال و حرام کے علم میں معاذ بن جبلؓ درجہ امتیاز کے حامل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص معاذ بن جبلؓ ہے۔ (۷۲) عصر حاضر میں بھی ہمیں ان خصوصیات کو زندہ رکھتے ہوئے آج کی ضرورت کے مطابق مختلف علوم و فنون کے ماہر تیار کرنا ہوں گے۔

### ذریعہ تعلیم

ایک اہم معاملہ ذریعہ تعلیم کا ہے، اور یہ بات طے ہے کہ ذریعہ تعلیم وہی زبان بن سکتی ہے، جس پر بچہ جلد عبور حاصل کر سکتا ہو، تاکہ اس پر پھر صرف مضمون کا بوجھ پڑے، اور یہ اس کی مادری یا قومی زبان ہی ہو سکتی ہے، اور موجودہ دور کے ماہرین بھی ان پر متفق ہو رہے ہیں کہ سب سے زیادہ موثر ذریعہ تدریس طلب علم کی اپنی مادری زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں ہو سکتی، (۷۳) ہمارے ہاں یہ شرف اردو زبان کو حاصل ہے، ہم گزشتہ ۵۵ برسوں میں لاتعداد تجربے کر کے دیکھ چکے ہیں مگر بانی پاکستان قائد اعظم کے اعلان اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے باوجود آج تک اردو کو ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان قرار نہیں دیا جاسکا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر قوم و قبیلے سے اس کے مخصوص لب و لہجے میں گفتگو فرماتے تھے اور آپ ﷺ ہی کا فرمان مبارک ہے کہ ”ہم نبیوں کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے ہم لوگوں سے ان کی فہم و دانش کے مطابق گفتگو کریں (۷۴) اور ظاہر ہے کہ اس میں زبان بھی شامل ہے، کیونکہ انسان اپنی مادری زبان پر جو عبور رکھتا ہے وہ کسی دوسری زبان پر نہیں رکھتا۔



## کھیل

انسانی صحت کے لیے کھیل ضروری ہیں اور تعلیم کے لیے صحت اہم ہے، اس لیے اسلام میں صحت کی بھی اہمیت ہے، اور کھیلوں کی بھی اجازت دی گئی ہے، لیکن بقدر ضرورت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعط الوقت حقہ من اللہو المباح بقدر ما يعطى الطعام من الملح۔ (۷۵)

”بائز کھیلوں کو اتنا وقت دو جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے۔“

اس حکمت بھرے قول میں اس حقیقت کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ جیسا کہ کھانے کی لذت نمک پر منحصر ہے اس طرح زندگی میں کھیل بھی ضروری ہیں لیکن جیسا کہ نمک کی زیادتی اچھے خاصے عمدہ کھانے کے لطف اور مزے کو ختم کر دینے کے لیے کافی ہے، اس طرح کھیل کا تناسب بھی زندگی میں قدر ضرورت سے بڑھنا نہیں چاہیے، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بچے کی تعلیم گاہ سے واپسی پر تھوڑے بہت کھیل کی اجازت ہونی چاہیے تاکہ وہ پڑھائی کی تھکاوٹ کو دور کر سکے، لیکن یہ کھیل اتنا نہ ہو کہ بچہ کھیل ہی کھیل میں تھک جائے۔ (۷۶)

اوپر بیان ہونے والے نکات کی روشنی میں اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی خدوخال واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتے ہیں، ان میں کسی قسم کی تفریق نہیں، ان نکات کا ہمارے پیش نظر رہنا جس طرح دینی تعلیم کے لیے ضروری ہے، اسی طرح دنیاوی تعلیم کے لیے بھی ان پر غور و فکر کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری ہے، نظام تعلیم خواہ کیسا ہی تیار کیا جائے، اگر اس کی تشکیل میں ان نکات کو پیش نظر نہیں رکھا جائے گا تو اسے اسلامی ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

## حوالہ جات

- (۱) ابن منظور۔ لسان العرب۔ نثر ادب الحوزہ، قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔ ج ۱۲، ص ۴۱۶۔ (۲) پروفیسر سید محمد سلیم۔ مغربی تعلیم کی مخالفت کیوں؟، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۲۸۔ (۳) Baba-e-urdu the students standard english urdu dictionary\ Anjuman Shipley, josept, \ Dictionary of work origins ames. lows (۵) Taraggi-e-urdu karachi. 710. P362 ایضاً (۴) Webster encyclopedia of dictionaries new american edition vol. 1, p121 (۶) John Milton\ (۷) reqagitica and other prose works every man's library. p46. (۸) القرآن۔ سورۃ بقرہ۔ آیت ۳۰۔ ۳۱۔ (۹) سید عزیز الرحمن۔ تعمیر شخصیت و فلاح انسانیت۔ زوار الیڈمی پبلی کیشنز، کراچی ۹۶، ص ۱۷۔ ۱۸۔ (۱۰) القرآن۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۸۔ (۱۱) خطاب، طلباء دیوبند ۱۹۵۵ء۔ (۱۲) ڈاکٹر شیر بہادر خان چنی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ ص ۷۶۔ (۱۳) Encyclopedia of Britanica 1984. 6\317.318. (۱۴) ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی۔ السنن۔ دار المعرفہ، بیروت ۹۸۔ ج ۱، ص ۹۷۔ رقم ۲۲۳۔ (۱۵) بیہقی، نور الدین علی بن ابوبکر۔ مجمع الزوائد۔ ج ۱، ص ۳۳۲۔ رقم ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ (۱۶) طبرانی۔ المعجم الکبیر۔ رقم ۱۰۳۳۹۔ (۱۷) القرآن۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۸۔ (۱۸) ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل۔ تفسیر القرآن العظیم۔ عیسیٰ البابلی الحطی، مصر، ج ۱، ص ۴۳۶۔ (۱۹) قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی۔ تفسیر مظہری۔ مجلس اشاعت العلوم، حیدر آباد دکن۔ ج ۲، ص ۱۹۳۔ (۲۰) ابن ماجہ۔ ج ۱، ص ۹۷۔ رقم ۲۲۳۔ (۲۱) طبرانی۔ المعجم الکبیر۔ رقم ۱۰۳۳۹۔ (۲۲) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ۔ الجامع السنن۔ دار الفکر، بیروت ۹۳ء

ج ۳۔ ص ۳۸۳، رقم ۱۹۵۹ء (☆) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین۔ شیعہ الایمان۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰ء، ج ۲، ص ۲۵۶۔ (۲۱) قرطبی۔ الجامع لاحکام القرآن۔ ج ۳، ص ۱۲۱۔ (۲۲) دارمی۔ ج ۱، ص ۸۳، رقم ۲۲۱۔ (☆) الدار قطنی، علی بن عمر۔ السنن۔ مدینہ منورہ۔ ج ۳، ص ۸۲۔ (۲۳) القرآن۔ سورۃ فاطر۔ آیت ۲۸۔ (۲۴) مولانا محمد حبیب الرحمن شیروانی۔ مسلمانوں کی قدیم تعلیم کا نصب العین۔ مشمولہ سہ ماہی اسلام اور عصر جدید۔ جامعہ طیبہ اسلامیہ، نئی دہلی، انڈیا۔ ج ۳۲، مئی ۴، اکتوبر ۲۰۰۰ء۔ ص ۸-۹، بہ تصرف قلیل۔ (۲۵) القرآن۔ سورۃ فاطر۔ آیات ۲۲ تا ۲۴۔ (۲۶) اسلام اور عصر جدید۔ ص ۸-۹، بہ تصرف قلیل۔ (۲۷) القرآن۔ سورۃ مجادلہ۔ آیت ۱۱۔ (۲۸) اسلام اور عصر جدید۔ ص ۸-۹۔ (۲۹) ترمذی۔ ج ۳، ص ۳۱۳۔ (۳۰) ترمذی ایضاً، ص ۳۱۲، رقم ۲۶۹۱۔ (☆) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث الجبستانی۔ دار الفکر بیروت، ۱۹۹۴ء، کتاب العلم، باب البحث علی طلب العلم۔ ج ۳، ص ۳۱۳، رقم ۲۶۹۱۔ (☆) ابن ماجہ۔ ج ۱، ص ۹۶، رقم ۲۲۳۳۔ (۳۱) ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، محملہ بالا۔ (۳۲) ترمذی، ج ۴، ص ۴۹۴، رقم ۲۶۵۵۔ (☆) حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، نیساپوری، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۹۰ء، ج ۱، ص ۱۶۵۔ (۳۳) ترمذی، ص ۲۹۵، رقم ۲۶۵۶۔ (۳۴) علی متقی البہندی، کنز العمال، احیاء التراث الاسلامی، بیروت، رقم ۲۸۶۸۳۔ (۳۵) دارمی، ص ۱۰۹، رقم ۳۳۔ (۳۶) ابن ماجہ، ج ۱، ص ۹۶، رقم ۲۲۲۔ (۳۷) ایضاً، ص ۱۳۱۳، رقم ۲۶۹۳۔ (☆) دارمی، ص ۱۰۰، رقم ۲۸۹۔ (۳۸) کنز العمال، رقم ۲۸۷۰۱۔ (۳۹) ترمذی، ص ۲۹۵، رقم ۲۶۵۷۔ (۴۰) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۴۳، رقم ۹۸۴، دارمی، ج ۱، ص ۱۰۶، رقم ۳۲۴۔ (۴۱) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۳۳۰، رقم ۵۰۲۔ (☆) کنز العمال، رقم ۲۸۸۳۸۔ (۴۲) ملاحظہ کیجیے، مولانا محمد شہاب الدین ندوی، اسلام میں علم کا مقام و مرتبہ، مجلس نشریات اسلام، کراچی ۱۹۹۳ء۔ (۴۳) مولانا عبد القیوم حقانی، سراغ زندگی، القاسم اکیڈمی، نوشہرہ ۲۰۰۱ء، ص ۱۰۰۔ (۴۴) سید عزیز الرحمن، استقامت پاکستان، سیرت طیبہ کی روشنی میں، ذوالاکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی ۹۷ء، ص ۲۴۔ (۴۵) طلب العلم فریضہ علی کل مسلم، ملاحظہ کیجیے حوالہ نمبر ۳۵۔ (۴۶) ملاحظہ کیجیے، مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، خیر القرون کی درس گاہیں، ادارہ اسلامیات، لاہور ۲۰۰۰ء، محمد یاسین شیخ، عہد نبوی ﷺ کا تعلیمی نظام، غفر اکیڈمی پاکستان، کراچی ۱۹۸۹ء۔ (☆) پروفیسر رب نواز، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور ۲۰۰۱ء، مولانا محمد عبد الجبار، عہد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ۲۰۰۱ء۔ (☆) پروفیسر سید محمد سلیم، اسلام کا نظام تعلیم، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور ۱۹۹۳ء۔ (۴۷) شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ صدیقیہ، ملتان، ۱۹۵۲ء، ج ۲، ص ۴۲۲۔ (۴۸) پروفیسر سید محمد سلیم، اسلام کا نظام تعلیم، ص ۸۶۔ (۴۹) احمد، ابو عبد اللہ بن محمد بن حنبل الطہیبانی، المسند دار احیاء التراث العربی، بیروت ۹۳ء، ج ۲، ص ۳۴۱، رقم ۶۵۰۔ (☆) ترمذی، ج ۴، ص ۳۰۵، رقم ۲۶۷۸۔ بخاری فی احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن نبی اسرائیل۔ (۵۰) احمد، ج ۲، ص ۵۱۷، رقم ۵۱۷۔ (☆) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۴۰۱، رقم ۷۴۱۔ (☆) طبرانی، معجم الکبیر، رقم ۱۱۳۱۰۔ (۵۱) الفاروق، ص ۴۴۲، ۴۵۰۔ (۵۲) مجلہ تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، شمارہ ۷، پاکستان میں تعلیم اور نجی شعبہ، مضمون: پروفیسر سید محمد سلیم، تعلیم فی سبیل اللہ کا احیا، ص ۸۸۔ (۵۳) ابن قتیبہ، عیون الاخبار، بیروت، ج ۲، ص ۱۲۳۔ (۵۴) ایضاً، ص ۱۶۳۔ (۵۵) بیہقی، شعب الایمان، ج ۲، ص ۲۵۶۔ (☆) ترمذی، ج ۳، ص ۳۸۳، رقم ۱۹۵۹۔ (۵۶) ترمذی، ایضاً، رقم ۱۹۵۸۔ (۵۷) یہ واقعات ذیل کے غزوات و اسفار میں آپ ﷺ کی مدینہ منورہ سے غیر موجودگی میں پیش آئے، ملاحظہ کیجیے ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۹۷ء، ج ۲، ① غزوہ قرقرۃ الکدر، ص ۲۳۔ ② غزوہ بنی سلیم، ص ۷۷۔ ③ غزوہ احد، ص ۲۹۔ ④ غزوہ بنی نضیر، ص ۲۴۔ ⑤ غزوہ احزاب، ص ۵۱۔ ⑥ غزوہ بنی قریظہ، ص ۷۷۔ ⑦ غزوہ بنی لحيان، ص ۶۰۔ ⑧ غزوہ الغابہ، ص ۶۲۔ ⑨ صلح حدیبیہ، ص ۷۳۔ ⑩ فتح مکہ، ص ۱۰۲، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو غزوہ بدر میں صرف نمازوں کی امامت کے لیے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ دیکھیے، طبقات، ص ۸، ج ۲۔ (۵۸) دیکھیے: مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی، نایبنا علما، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔ (۵۹) بخاری، کتاب العلم و کتاب الاعتصام بالنسۃ، باب تعلیم النبی ﷺ امتہ من الرجال والنساء۔ (۶۰) اسلام کا نظام تعلیم، ص ۹۰۔ (۶۱) ایضاً۔ (۶۲) شہید طریقت علی خاں، ص ۶۳۔ (۶۳) بخاری، کتاب العلم۔ (۶۴) ذاکر محمد حمید اللہ، الوعائق السیاسیہ، دار الفکس، بیروت ۸۵ء، ص ۵۹۔ (۶۵) القرآن، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۲۔ (۶۶) القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۴۔ (۶۷) شمس الدین ابی عبد اللہ بن احمد، معرفۃ القرآن الکبار، ج ۱، ص ۲۹۔ (۶۸) ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، بیروت، ج ۷، ص ۳۳۔ (۶۹) الصوابی، محمد علی، البیان فی علوم القرآن، عالم الکتب، بیروت ۷۵ء، ص ۶۸۔ (۷۰) احمد، ج ۱، ص ۶۲۶، رقم ۳۵۵۸۔ (۷۱) کنز العمال، رقم ۳۳۳۰۴۔ (۷۲) ذاکر امین احمد، فجر الاسلام، مصر، ج ۲، ص ۱۷۱۔ (۷۳) محمد یاسین شیخ، عہد نبوی ﷺ کا تعلیمی نظام، ص ۷۶۔ (۷۴) ایضاً، ص ۷۱۔ (۷۵) رب نواز، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ص ۳۱۔ (۷۶) امام غزالی، جلد ۱، ص ۱۲۔